نمبر ۱۰۳ | ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۷ فروری سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۴۔ فروری بعد نماز ظہر بذریعہ موٹر چند دنوں کے لئے لاہور اور فیروز پور کے سفر پر تشریف لے گئے۔ مقامی جماعت کا امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کا پیر کے دن لاہور میں اپریشن ہوگا۔ احباب عزیز کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب سردار غلام حسین خان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی بٹالہ سے تبدیلی پر نظارت امور عامہ نے ان کے اعزاز میں ۲۴۔ فروری کی شام کو دعوت دی۔ خان بہادر شیخ فضل الٰہی صاحب ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات گورنمنٹ پنجاب بھی اس موقعہ پر تشریف لائے تھے۔ دعوت میں بعض مقامی اصحاب مدعو تھے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قہر الٰہی سے کامل ایمان ہی بچا سکتا ہے

(فرمودہ ۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

یاد رکھو۔ قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ سخت چیز ہے خبیث قوموں پر جب نازل ہوا ہے۔ تو وہ تباہ ہوگئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے۔ ناقص ایمان بچا نہیں سکتا۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ اور ادعونی استجب لکم خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ جو خلاف نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اس کا فرمان ہے۔

پس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے۔ ایک تو یہ چاہیئے۔ کہ دعائیں کرتے رہیں۔ دوسرے صغائر کبائر سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اس کا مزا اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں۔ ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں۔ جو شباب میں ہو جاتے ہیں۔ دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں۔ جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہوں سے راضی نہیں ہوگا۔ اور ہر وقت استغاثہ کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر سکینت نازل کرے گا۔ اور گناہوں سے بچالے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالےٰ ہی کا فضل درکار ہے۔ جب اللہ تعالےٰ اس کے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے۔ تو اس کے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے۔ اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لئے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ (الحکم ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء)

اخبار احمدیہ

درسِ قرآن

خواجہ محمد شریف صاحب سب پوسٹ ماسٹر کھلابٹ (صوبہ سرحد) چار ماہ کی رخصت پر یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آپ نماز صبح کے بعد قرآن کریم کا درس اور بعد نماز ظہر کتب حضرت مسیح موعود کا درس دیتے ہیں۔ دوست شہر کے مختلف حصوں سے کثرت سے شامل ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ دوست ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (نامہ نگار از نجالہ)

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق یہاں درس جاری کیا گیا ہے۔ خاکسار سلطان احمد۔ چک ۹۹ شمالی سرگودہ

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت یہاں باقاعدہ درس قرآن شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز مغرب شروع ہو گیا ہے۔ جو مولوی عبد السبوح صاحب مولوی فاضل دیا کریں گے۔ خاکسار فیروز الدین از ایبٹ آباد۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ میں

۱۳۔ فروری حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گوجرانوالہ میں تشریف لائے اور ۱۴۔ فروری کو اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ جماعت میں حضرت میر صاحب کے علمی و روحانی فیوض سے مستفیض ہونے کے لئے ایک خاص جوش اور امنگ ہے۔ (نامہ نگار)

انجمن ہائے ضلع سیالکوٹ کو اطلاع

مولوی دل محمد صاحب مہتمم تبلیغ ضلع سیالکوٹ تمام انجمنوں میں دورہ کرنے والے ہیں۔ سب انجمنیں مطلع رہیں۔ خاکسار شاہ محمد نائب مہتمم تبلیغ ضلع سیالکوٹ۔

چندہ کی ادائیگی کے متعلق صحیح طریق عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کی تقریر میں چندہ کی باقاعدہ ادائیگی کے لئے ایک طریق عمل مقرر فرمایا ہے۔ جس پر اس سال سے عمل شروع ہے۔ اس طریق عمل کو تمام احباب کو اس وقت یاد دلا دینا ضروری ہے۔ تاکہ اختتام سال سے پہلے وہ اپنے اپنے چندوں کے بقائے ادا کر دیں۔ مالی سال ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء کو ختم ہو گا۔

حضور نے فرمایا:۔ "صحیح طریق عمل یہ ہے۔ کہ ہر جماعت کے متعلق طے کر لو۔ کہ اس کے لئے کتنا چندہ ادا کرنا واجب ہے۔ اگر وہ جماعت اس رقم کے تعین کے متعلق کوئی اپیل نہیں کرتی۔ اور معقول وجوہات پیش کر کے کم نہیں کرا لیتی۔ اور پھر اسے پورا نہیں کرتی۔ بغیر معقول وجہ کے تو جو کچھ باقی رہتا ہے۔ وہ اس پر قرض ہے۔ جو اسے ادا کرنا چاہیئے۔ یہ طریق عمل یا تو بجٹ کی کمی کو پورا کر دے گا۔ یا سا خفین کو جماعت سے جدا کر دے گا۔ اس وقت تک چونکہ اس طریق پر عمل نہیں ہوا۔ اس لئے گزشتہ کو جانے دو۔ لیکن اس سال سے اس پر عمل شروع کرو کہ جو رقم کسی جماعت کے ذمہ لگائی گئی تھی۔ اگر اس نے اسے ادا نہیں کیا۔ تو اگلے سال کے چندہ کے ساتھ اس بقایا کو شامل کرو۔ اور گزشتہ سال کے بقایا کو اس کے نام قرض قرار دو۔ اور کہو۔ کہ یا تو اسکی ادا نہ کرنے کے معقول وجوہات پیش کرو۔ یا اسے آئندہ سال ادا کرو۔ اس طرح وہ جماعت مجبور ہو گی۔ کہ جو لوگ نادہند ہیں انہیں ہمارے سامنے پیش کرے۔ اور نادہند مجبور ہونگے۔ کہ یا تو باقاعدہ چندہ ادا کریں۔ یا پھر جماعت سے نکلیں۔ اگر کوئی جماعت ایسا نہ کرے گی۔ اور تین سال تک اس کے ذمہ بقایا نکلتا رہے گا۔ تو اس کا ہم بائیکاٹ کر دیں گے۔ اور ہمارے انتظام سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو گا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ نادہندوں کی طرف توجہ نہیں کرتی"۔

ناظر بیت المال۔ قادیان۔

مختلف مقامات کے تبلیغی جلسے

مندرجہ ذیل جلسے مقرر کئے جا چکے ہیں۔ اردگرد کی جماعتیں ان میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں:۔

(۱) جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کا سالانہ جلسہ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۳۴ء۔

(۲) مَن۔ ضلع فیروزپور ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ مارچ ۱۹۳۴ء

(۳) بھینی میلواں ۳۔ ۴۔ مارچ ۱۹۳۴ء

(۴) سٹھیالی۔ ضلع شیخوپورہ۔ متصل سانگلہ ہل۔ ۳۔ ۴۔ مارچ ۱۹۳۴ء۔

(۵) سرشت پور ضلع ہوشیارپور ۱۵۔ مارچ ۱۹۳۴ء

(۶) بھٹیاں۔ ضلع گورداسپور ۲۷۔ ۲۸۔ فروری و یکم۔ مارچ ۱۹۳۴ء۔

(۷) خوشاب میں ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ مارچ آریوں کا جلسہ ہے۔ حافظ محمد عمر صاحب اس موقعہ پر موجود ہوں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ ضلع ناسک میں خاکسار تنہا احمدی ہے۔ اور اس صوبہ بھر میں سوائے بمبئی اور پونہ کے دور دور تک کوئی جماعت نہیں۔ تبلیغ سرگرمی سے جاری ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔ اور یہاں جماعت قائم فرمائے۔ جو دوست اردو۔ انگریزی۔ مرہٹی۔ گجراتی تبلیغی اشتہارات و رسائل دے سکیں۔ روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ خاکسار محمد شجاعت علی آرڈر سپلائر پولیس ٹریننگ اسکول ناسک۔

۲۔ میں بیمار ہوں۔ احباب میری صحت کے لئے نیز میرے لڑکے عبد الرحیم کی امتحان میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار نبی بخش از ڈیرہ بابا نانک۔ ۳۔ خاکسار اور خاکسار کے بعض لواحقین کو کئی ایک مشکلات درپیش ہیں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ خاکسار بشیر احمد از بمبئی۔ ۴۔ میرا ایک کاغذ گم ہو گیا ہے جس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ احباب دعا کریں۔ مل جائے۔ خاکسار نور الدین لڈو دن کشمیر

۵۔ میں ان دنوں بعض خانگی پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ دور فرمائے۔ خاکسار نعمت اللہ خان مستری۔

۶۔ میرے ایک دوست کا بھتیجا سخت بیمار ہے۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار محمد یونس۔ ونگوالہ۔ ضلع رتنا گری۔ ۷۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر احباب میرے اور میرے ماموں زاد بھائی نذر حسین خانصاحب جمعدار کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم ہمیں مخالفین کی ہر قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھے۔ خاکسار محمد حسین قریشی والا جہ۔ ۸۔ چوہدری کرم الدین صاحب مرحوم کی اولاد نرینہ کوئی نہیں۔ مخالف لڑکیوں کو مرحوم کی جائداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ناکام کرے۔ خاکسار برکت علی چک نمبر ۱۰۸ ضلع لائل پور ۹۔ عاجز عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبد القیوم خان ٹھٹھہ

۱۰۔ میری صحت خراب ہے۔ احباب دعا کریں۔ خاکسار عبد الحکیم کراچی۔ ۱۱۔ بشیر احمد صاحب متعلم اسلامیہ کالج امرتسر کو مسلم ٹورنمنٹ میں کھیلتے وقت شدید ضربات آئی ہیں۔ احباب صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد اختر از امرتسر

۱۲۔ میرے خسر مستری قطب الدین صاحب قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولین صحابہ میں سے ہیں۔ بعض عوارض میں مبتلا ہیں۔ ان کی نیز خاکسار کی لڑکی صفیہ بیگم کی صحت کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار برکت علی از کوئٹہ۔ ۱۳۔ برادرم ابراہیم صاحب سخت بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد علی از کلکیانہ

اعلانات نکاح

۱۔ ملک محمد شفیع ولد ملک خدا بخش صاحب ساکن لائل پور کا نکاح مولوی دل محمد صاحب نے بعد اقبال بنت ملک محمد الدین صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر بمقام امین آباد پڑھا۔ خاکسار محمد شفیع۔ لائل پور۔ ۲۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۳۴ء کو مولوی جلال الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گنج نے گلزار بیگم بنت میاں لال الدین صاحب ٹیلیگراف سٹور مغلپورہ کا نکاح میاں ولی محمد خان ولد میاں علی احمد خان صاحب ملازم برج ورکس کے ساتھ مبلغ ۲۰۰ روپیہ مہر پر پڑھا۔ خاکسار مرزا بشیر احمد سیکرٹری گنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

۴ مارچ کا یوم التبلیغ

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے متعلق ضروری ہدایات

چونکہ ۴ ۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو ہر ایک احمدی کے لئے سوائے معذور اور مجبور کے ضروری ہے ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق غیر مسلموں کو دعوتِ حق دے ۔ اور انہیں تبلیغ اسلام کرے ۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ گذشتہ سال اسی فریضہ کی ادائگی کے متعلق حضور نے جو نہایت اہم اور ضروری ہدایات بیان فرمائی تھیں ۔ ان کا مفہوم اور سفاد احباب کی آگاہی کے لئے پیش کر دیا جائے ؛

مسلمانوں کا ایک اہم فرض

یہ ایک حقیقت ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر ان کی عظیم الشان ذمہ واروں کے لحاظ سے جو فرائض عائد کئے ہیں ۔ ان میں سے ایک اہم فریضہ تبلیغ اسلام ۔ اور بنی نوع انسان کو حلقۂ اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرنا بھی ہے ۔ کیونکہ اسلام کا پیغام کسی ایک قوم یا ایک ملک کے لئے نہیں آیا ۔ بلکہ اسود و احمر اس کا یکساں مخاطب ہے ۔ اور ہر فرد کو وُہ اُس چشمۂ رحمت سے سیراب کرنا چاہتا ہے جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ پھوٹا ۔ قرآن انجیل کی طرح بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے ہی نازل نہیں ہوا ۔ بلکہ اس کا مقصد تمام بنی نوع انسان کو روحانیت کے لحاظ سے اسی طرح یکجا کرنا ہے جس طرح وُہ جسمانیت کے لحاظ سے ایک ہی آدم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں ۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً ۔ اور وما ارسلناك الا رحمة للعالمين میں اسی بات کا ذکر فرمایا ہے ۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام قوموں ۔ تمام ملکوں ۔ اور تمام افراد کے لئے مایۂ رحمت قرار دیا ہے

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

بدقسمتی سے آج جبکہ کفر و الحاد کی گھٹائیں ہر طرف چھائی ہوئی ہیں جبکہ مسلمان عروج واقتدار کھو کر پستی و ذلت کے گڑھے میں گرے ہُوئے ہیں ۔ جس طرح دیگر اسلامی احکام کو انہوں نے پسِ پشت ڈال رکھا ہے ۔ اسی طرح اس فرض کو بھی جو دینی و دُنیوی کامیابی کا موجب ہے ۔ انہوں نے فراموش کر رکھا ہے ۔ وُہ اس امر کو بھُول چکے ہیں ۔ کہ ان کے پیدا کرنے کی غرض یہ نہیں ۔ کہ وُہ کھائیں ۔ پئیں ۔ اور چند روزہ حیاتِ مستعار گزار کر مر جائیں ۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے ۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کے حقیقی بندے ۔ اور اس کی مخلوق کے بہترین خیر خواہ بنیں ۔ جس کا ایک طریق یہ بھی ہے ۔ کہ وُہ تمام انسانوں کو نعمت اسلام سے بہرہ ور کرنے کی کوشش کریں ۔ اور اس طرح زندگی کی حقیقی غرض کو پورا کریں ؛

حضرت مسیح موعود کی بعثت

مسلمانوں کی یہ لاپرواہی اور دینی احکام سے بے اعتنائی جب حد سے متجاوز ہو گئی ۔ اور دوسروں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانا تو الگ رہا ۔ خود بھی صرف نام کے مسلمان رہ گئے ۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ۔ آپ نے اپنی قوتِ قدسیہ سے پھر ایک ایسی جماعت کھڑی کی ۔ جو اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتی ہے ۔ اور جس کے چھوٹے بڑے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے وُہ سرگرمی اور جوش رکھتے ہیں جس کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی ۔ پس اب جماعت احمدیہ ہی اس فرض کی ادائگی کی طرف متوجہ ہے ۔ کہ اسلام کو اکنافِ عالم میں پھیلائے ۔ اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کے سامنے اخلاص و عقیدت ۔ محبت و رافت کے ساتھ یہ ہدیہ جس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں ۔ پیش کرتے

تبلیغ اسلام کے خاص دن

احباب کو معلوم ہے ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خصوصیت کے ساتھ ۔ اور ایک نظام کے ماتحت اس فرض کی ادائگی کے لئے سال میں دو یوم التبلیغ مقرر فرمائے ہوئے ہیں ۔ جن میں سے ایک تو غیر مسلم حلقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے مخصوص ہے ۔ اور دوسرے میں مسلمانوں کو حقیقی اور عملی مسلمان بننے ۔ یعنی احمدیت میں داخل ہونے کی تلقین کی جاتی ہے ۔ امسال جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے ۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۴ ۔ مارچ کا دن مقرر فرمایا ہے ؛

بعض ضروری ہدایات

چونکہ کوئی کام خواہ وُہ کتنے ہی اخلاص کے ساتھ کیا جائے ۔ اس وقت تک عمدگی سے سرانجام نہیں دیا جا سکتا ۔ جب تک اس سے متعلق ضروری امور کو پیش نظر نہ رکھا جائے ۔ اس لئے ۴ ۔ مارچ کا یوم التبلیغ احسن طور پر منانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ حسب ذیل ہدایات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔

غیر مذاہب کے متعلق واقفیت پیدا کی جائے

چونکہ بالعموم ہماری جماعت کو غیر احمدیوں سے ہی مباحثات و مناظرات پیش آتے ہیں ۔ اور ہندو یا دُوسرے غیر مذاہب والوں سے کم واسطہ پڑتا ہے ۔ اس لئے قدرتاً ہمارے معلومات جس حد تک عام مسلمانوں کے عقائد کے متعلق وسیع ہو سکتے ہیں ۔ ہندوؤں کے لٹریچر کے متعلق وسیع نہیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہُوئے فرمایا تھا ۔

"عام طور پر ہماری جماعت کے مباحثات چونکہ دوسرے مسلمانوں سے ہی ہوتے رہتے ہیں ۔ اور زیادہ تر انہی لوگوں سے ملنے جلنے اور بات چیت کرنے کا موقعہ ملتا ہے ۔ اور چونکہ انسان قدرتی طور پر اپنے سے زیادہ قریب اور زیادہ میل جول رکھنے والے کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے ۔ اس لئے اس قدرتی میلان کی وجہ سے ہماری جماعت کے احباب کو جس قدر ان مسائل سے واقفیت ہے ۔ جن میں ہم میں اور غیر احمدیوں میں اختلاف ہے ۔ اس قدر ان سے نہیں ۔ جن میں ہم میں اور غیر مسلموں میں اختلاف ہے "؛

لیکن چونکہ مذہبی گفتگو کے لئے دیگر مذاہب کے مذہبی لٹریچر سے واقف ہونا ضروری ہے ۔ اس لئے احباب کو کوشش کرنی چاہیئے ۔ کہ غیر مذاہب کے لٹریچر کا مطالعہ کریں ۔ اور ضروری امور نوٹ کر لیں ۔ اس غرض کے لئے سلسلہ کی طرف سے نہایت ٹھوس اور پراز معلومات لٹریچر بکثرت شائع ہو چکا ۔ اور وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہتا ہے ۔ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ۔

پیچیدہ اصطلاحات سے احتراز چاہیئے

دوسری ضروری بات یہ مدنظر رکھنی چاہیئے ۔ کہ تبلیغ کرتے وقت پیچیدہ اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے چکر میں نہیں پھنسنا چاہیئے بلکہ سادہ اور عام فہم طریق پر اسلامی مسائل پیش کرنے چاہئیں ۔ عموماً ایسا ہوتا ہے ۔ کہ مخالف جب علمی میدان میں اپنی کمزوری یا شکست محسوس کرتا ہے ۔ تو وُہ اصطلاحات کے چکر میں اپنی کمزوری کو چھپانا چاہتا ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں فرمایا:۔

"ایک قدرتی بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی انسان دوران گفتگو میں عاجز آنے لگتا ہے۔ تو وہ مشکل اور پیچیدہ عبارات میں اپنے مدمقابل کو الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان نے اپنی ذلت اور شکست کو چھپانے کے جو ذرائع ایجاد کئے ہیں۔ ان میں سے بہترین ذریعہ یہ ہے کہ مشکل اصطلاحات اور پیچیدہ عبارات کے چکر میں خود بھی پھنس جائے اور دوسروں کو بھی پھنسا دے۔ اور بدترین طریق گالیاں دینا۔ اور مارپیٹ پر اتر آنا ہے۔ ایسے لوگ جب دلائل سے عاجز آ جاتے ہیں۔ تو یا تو گالیاں دینے اور مارنے پیٹنے پر اتر آتے ہیں۔ اور یا پھر پیچیدہ اصطلاحات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ جن کے معنے وہ نہ خود سمجھتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کی سمجھ میں آتے ہیں۔ اور یہ حال ہندو مسلمان سکھ سب کا ہے جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ دلیل سے نہیں جیت سکتے تو اصطلاحات کے چکر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں"۔

"حالانکہ ان باتوں کا روحانیات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خود ساختہ باتیں ہیں۔ جیسے ایک تماشہ گر نے بعض باتیں یاد کر رکھی ہوتی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ دوسروں سے پیسے وصول کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں دیکھنے والے پیسہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ خالی ہاتھ ہوتا ہے یا لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ہاتھ خالی ہے۔ مگر پیسہ موجود ہوتا ہے۔ حقیقت میں اس کی باتیں اور حرکات پیسہ لانے اور لے جانے کا بہانہ ہوتی ہیں۔ اور انہی سے وہ دوسروں کو دھوکا میں ڈال کر اپنا کام کرتا ہے"۔

پس اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور کبھی مخالف کی پیچیدہ گفتگو میں پھنسنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ سادہ اور عام فہم طریق سے اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنی چاہیئے۔ یہی طریق قرآن مجید میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ کہ سادہ الفاظ میں پیچیدہ مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

ہر مذہب میں صداقت پائے جانے کا اعتراف

تیسری بات غیر مسلموں کو تبلیغ کرتے وقت یہ مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ چونکہ اسلامی تعلیم کے ماتحت ہر مذہب کی ابتداء خدا تعالیٰ کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ گو مرور زمانہ کی وجہ سے ان کی تعلیمات بگڑ گئیں۔ اور انسانی دستبرد نے ان کی اصلیت کو چھپا دیا۔ اس لئے بجائے یہ کہنے کے کہ تمہارا مذہب جھوٹا ہے۔ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ خوبیاں تو ہر مذہب میں ہیں۔ اور ہمیں خود اعتراف ہے کہ تمہارے مذہب میں بھی خوبیاں ہیں۔ مگر تمام خوبیوں کا جامع مذہب صرف اسلام ہے گویا اسلام کو تمام مذاہب پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ اس کے لئے اسلام کی خوبیاں اور ان کی برتری پیش کرنی چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا:۔

"اگر کوئی کہے۔ کہ ہمارے مذہب میں سچائی ہے۔ تو اسے بتاؤ کہ بے شک ہے۔ مگر اسلام میں زیادہ ہے۔ بجائے اس کے کہ اسے کہو۔ تیرا مذہب جھوٹا ہے۔ اس کی تائید کر کے اسلام کی فضیلت اس کے ذہن نشین کرو۔ اگر جھوٹا کہو گے۔ تو وہ کہدے گا کہ سارے ہی ڈھکوسلے ہیں۔ اور اگر کہو۔ کہ سچائی ضرور ہے۔ تو رستہ آسان ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے یہی طریق اختیار کیا ہے عیسائی کہتے ہیں۔ سب نبی چور اور ٹبار ہیں۔ لیکن قرآن بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں نبی بھیجے ہیں۔ جو سب خدا کے پیارے ہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ اس طرح ان کے دل میں خشیت پیدا کرو"۔

اظہار ہمدردی

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اسلام کی صداقت ثابت کرتے ہوئے اپنے متعلق ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے۔ کہ ہم ان کے دشمن نہیں۔ بلکہ ہمارے قلوب میں ان کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور ہمارے دل اس غم سے بے قرار ہیں۔ کہ کیوں وہ ہم سے دور ہیں۔ اور کیوں ہم ایک ہی سلک میں منسلک نہیں۔ یہ جذبہ نہ صرف روحانی لحاظ سے بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی نہایت مفید ہے۔ اور اگر یگانگت اور اتحاد کی رو پیدا ہو جائے۔ تو اس کے نہایت خوشگوار نتائج نکل سکتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"غیر مذاہب کے لوگوں میں یہ بھی احساس ہے۔ کہ ہم ان کے دشمن ہیں۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کرو۔ اور بتاؤ کہ ہمارے دل میں تو ماں باپ سے بھی زیادہ محبت ہے۔ یہ ذریعہ ہے جس سے تم کامیاب ہو سکتے ہو"۔

حضرت مسیح موعود کا وجود صداقت اسلام کی زبردست دلیل ہے۔

پانچویں بات جو نہایت ہی اہم ہے۔ یہ ہے کہ اسلام کی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کے ذریعہ ثابت کی جائے اور زندہ اسلام ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ انہیں بتایا جائے۔ کہ اس زمانہ میں ایک شخص نے دعوےٰ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تمام لوگوں نے مل کر اس کی مخالفتیں کیں۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اسے تباہ کر دیں گے۔ مگر آخر وہ خود ھباءً منثورا ہو گئے۔ لیکن اُسے اللہ تعالیٰ نے ترقی دی۔ وہ بڑھا پھولا۔ اور پھیلا۔ دنیا کے کناروں سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس کے پاس لایا۔ بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی۔ عالموں کو بھی۔ اور جاہلوں کو بھی غور کرو۔ یہ کیا چیز ہے۔ تمہارے بھی آخر بزرگ ہوئے ہیں۔ پنڈت دیانند صاحب کو ہی لے لو۔ اور دیکھو۔ مذہبی لحاظ سے ان کے ماننے والے کم ہو رہے ہیں۔ یا بڑھ رہے ہیں۔ حالانکہ شروع میں ہی راجے اور مہاراجے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی تعداد کئی سال تک چند سو سے نہ بڑھ سکی۔ مگر پھر بھی دیکھو۔ اللہ تعالیٰ انہیں کس طرح ترقی دے رہا ہے۔ پھر انہیں یہ بتاؤ۔ کہ یہ مت خیال کرو۔ ہم بڑے بکے نہیں ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا رستہ کھلا ہے۔ غرضیکہ ایک طرف انہیں امید کا پیغام دو۔ اور دوسری طرف خوف کا۔ انہیں سمجھاؤ کہ جب تک کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ اس وقت تک اور بات ہوتی ہے لیکن جب نقارہ بج جائے۔ تو گھر میں بیٹھنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے"۔

ان امور کے مطابق اگر احباب ۴۔ مارچ کو یوم التبلیغ منائیں گے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کے لئے نکلیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کی جا سکتی ہے۔ کہ غیر مسلموں کے قلوب میں اسلام کی محبت پیدا کر سکیں گے اور ان میں سے سعید الفطرت لوگ انشاء اللہ العزیز ایک دن اسلام میں داخل ہو کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگیں گے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔

سکھ اور سر شادی لال

ہندو اخبارات نے جہاں پنجاب ہائی کورٹ کا چیف جسٹس انگریز مقرر ہونے پر اس لئے اظہار خوشی ومسرت کیا ہے۔ کہ یہ منصب کسی مسلمان کو نہیں دیا گیا۔ وہاں ہندوؤں کی قابلیت اور بے تعصبی کا دعوےٰ کرتے ہوئے سر شادی لال کی مثال پیش کی ہے اور یہاں تک لکھ دیا گیا ہے۔ کہ

"سر شادی لال کی انصاف پسندی۔ اور ان کی دور اندیشی کا یہ عالم ہے۔ کہ پنجاب جیسے انتہائی فرقہ پرست صوبہ کے کٹر مسلمانوں کو بھی کبھی یہ موقعہ نہیں ملا۔ کہ وہ سر شادی لال کی انصاف پسندی پر انگلی اٹھا سکیں"۔ (ملاپ ۱۵۔ فروری)

سر شادی لال کے زمانہ میں مسلمانان پنجاب کو جو چرکے لگے ہیں ان کی کسک تو مدت العمر باقی رہے گی۔ اور اس وقت تک دور نہ ہوگی۔ جب تک کوئی خاص قابلیت کا مسلمان چیف جج مقرر نہ ہو۔ لیکن چونکہ ہندو فرقہ پرستی اور تنگ دلی کا الزام مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الفاظ میں "ملاپ" نے لگایا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی طرف سے ہم کوئی بات پیش نہیں کرتے۔ بلکہ سکھوں کے متعلق جنہیں ہندو خاص اغراض کے ماتحت آج کل تمام خوبیوں کا جامع قرار دے رہے ہیں بتاتے ہیں۔ کہ سر شادی لال کے زمانہ ججی کے متعلق ان کی کیا رائے ہے سکھوں کا اخبار شیر پنجاب (۱۸۔ فروری) لکھتا ہے:۔

"ہمیں سر شادی لال کے ریٹائر ہونے کا غم نہیں۔ اور کسی انگریز کی تقرری کی خوشی نہیں۔ کیونکہ ہائی کورٹ ایسا محکمہ یا عدالت ہے جس کی کسی کرسی پر کسی سکھ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ سر شادی لال جب تک ہائی کورٹ کے چیف جج رہے۔ آپ نے سکھوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس سے بڑھ کر متعصب سے متعصب مسلمان یا یورپین بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے کسی سکھ کو ہائیکورٹ میں گھسنے نہیں دیا۔ آپ نے سکھ سب ججوں اور ڈسٹرکٹ ججوں سے جو سلوک کیا۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ کئی بے گناہ سکھوں کو آپ کے عہد میں نوکری سے جواب ملا۔ آپ نے ہندوؤں کو... سکھ قرار دیکر سکھوں کی جگہ انہیں بھرتی کیا۔ اور ہائیکورٹ میں سکھ جج کی تقرری کی سخت مخالفت کی۔ غرضیکہ سر شادی لال سے جہاں تک سکھوں کا تعلق ہے۔ کوئی انگریز یا مسلمان بہتر ہو سکتا ہے۔ جب ہائی کورٹ سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں۔ تو مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت۔ کوئی ریٹائر ہو۔ اور کوئی آئے۔ ہمارے لئے یکساں ہے"۔

اگرچہ مسلمانوں کو بھی کئی رنگ کی شکایات ہیں۔ لیکن وہ باوجود اس کے وہ کچھ کہنے کے لئے تیار نہیں۔ جو سکھوں کے ایک با اثر اخبار نے کہا ہے۔ باوجود اس کے سکھوں کو غیر فرقہ پرست اور مسلمانوں کو انتہائی فرقہ پرست قرار دیا جا رہا ہے۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۴ جنوری بعد نماز عصر

مسئلہ شفاعت عرض کیا گیا۔ کیا قیامت کے روز شفاعت صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کریں گے۔ یا ہر ایک نبی اپنی اپنی امت کے لئے کرے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم

فرمایا۔ اسلام کے علاوہ جتنی امتیں ہیں۔ ان کو شفاعت کے متعلق کوئی علم نہیں دیا گیا۔ چونکہ ان پر شفاعت کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ اسی واسطے سب کی سب حضرت آدم ؑ کے ابو البشر ہونے کی وجہ سے ان کے پاس جائیں گی۔ گروہ اپنی معذوری پیش کرینگے وہ قومیں ہر ایک نبی کے پاس جائیں گی۔ یہاں تک کہ آخر میں وہ سب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچیں گی اور اس وقت لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی کا عملی ثبوت ملیگا۔ لیکن مسلمان ان قوموں کی طرح سرگردان نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ سیدھے نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ پھر دیگر انبیاء، اولیاء، صلحاء غرضکہ سب شفاعت کریں گے لیکن حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ؛

انبیاء کے متعلق بعض روایات عرض کیا گیا۔ انبیاء نے اپنے اپنے جو قصور بیان کئے ہیں۔ کیا وہ واقعی انہوں نے کئے۔ یا راویوں کا دخل ہے۔

فرمایا۔ دنیا میں یہ عام عادت ہے۔ کہ ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ ہر کام کے کرنے یا نہ کرنے کی وجہ بیان کرے۔ راویوں نے بھی اسی بناء پر اس قسم کی باتیں خود تراش لی ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ مثلاً مس شیطان والی حدیث میں یہ بات حضرت ابوہریرہ نے کہی ہے۔ جیسا کہ بخاری میں یہ بات حضرت ابوہریرہ کی طرف منسوب ہے۔ مگر ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ پس اس قسم کی روایات میں غلطی لگ گئی ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ الفاظ کی سنگینی راویوں کی طرف سے ہو۔

ایسی احادیث جن میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا ان کی والدہ کی فضیلت خاص طور پر مذکور ہے۔ وہ عموماً حضرت ابوہریرہ کی طرف سے مروی ہیں۔ یہ چونکہ مدینہ کے پاس کے رہنے والے تھے۔ اور وہاں عیسائیت کا زور تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا اثر ان کی روایات میں بھی ہو گیا۔

حضرت ابوہریرہ روایت میں تو ثقہ ہیں۔ لیکن ان کی درایت ثقہ نہیں۔ جیسا کہ وہ ہاتھ کو کندھوں تک سمجھتے تھے۔ اور وضو کرتے وقت وہ کندھوں تک دھویا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ وضو چھپ کر کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان کی اس درایت پر ہنستے ہوں گے ؛

۳۰ جنوری ۱۹۳۴ء

ایک صاحب نے چند سوالات حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ ان کے حضور نے جو جوابات دیئے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں ؛

خدا نظر کیوں نہیں آتا؟ **سوال** جب خدا ہے۔ تو وہ نظر کیوں نہیں آتا۔ اور اس کا جسم کیسا ہے کتنا لمبا چوڑا ہے۔

جواب ہم اللہ تعالےٰ کو اس کی صفات کے ذریعہ معلوم کر سکتے ہیں۔ چونکہ لمبائی چوڑائی وغیرہ کی صفات جسم کے ساتھ مختص ہیں۔ اور خدا کا جسم نہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی طرف ان باتوں کو منسوب نہیں کر سکتے۔

سوال جب ہم خدا کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔ تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے

جواب اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ موجود ہے ہم کو دیکھ رہا ہے لیکن ہم اس کی کنہ کو نہیں بتا سکتے

روح کیا ہے؟ **سوال** روح کیا چیز ہے ؟

جواب روح جسم کی ایک اعلیٰ ترقی یافتہ چیز ہے۔ اس کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ دل کا دماغ کے ساتھ اور دماغ کا اعصاب کے ساتھ ہوتا ہے۔ روح خواب میں مختلف شکلیں اختیار کر سکتی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ کیا چیز ہے۔ خواب سے مراد اصلی خواب ہے۔ وہ نہیں جو دماغی خیالات کے زیر اثر ہوتی ہے اعلےٰ اور مصفیٰ رویا میں ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک آدمی کو ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر دیکھ سکتے ہیں۔

سوال روح کی شکل کیا ہوتی ہے۔

جواب۔ جب تک روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے اس کی شکل اسی جسم کی طرح کی ہوتی ہے۔ کیونکہ روح کو اگر شکل نہ دی جائے۔ تو شناخت کیسے ہو۔ اس کی جسامت اور قد و قامت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ مختلف حالات کے لحاظ سے ارواح کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔ ورنہ ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر نظر نہ آ سکتی۔ جنت میں سب کے سب لوگ ایک ہی عمر کے نظر آئیں گے۔ کیا جوان کیا بوڑھے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ نے اسے ہنسی سے فرمایا۔ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ اسے یہ بات شاق گذری تو فرمایا کہ وہاں تو سب جوان ہوں گے۔ تو بھی جوان ہو گی۔ اس لحاظ سے وہاں مساوات ہو گی

سوال جب مساوات ہو گی۔ تو روحوں کی شکلیں اپنے جسموں کے لحاظ سے خوبصورت یا بدصورت ہوں گی۔ یا نہیں ؟

جواب شکل کا تعلق ظاہری جسم سے ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی کا باطن اچھا ہو۔ تو اس کی شکل نظر انداز کر دی جاتی ہے ہم نے کئی قابل اور لائق لوگوں کو بدصورت دیکھا ہے۔ لیکن کوئی ان کی بدصورتی کا ذکر نہیں کرتا۔ یہی حال جنت میں ہو گا جب سب کے قوےٰ ایک جیسے ہوں گے۔ تو یہ شکل کا فرق صرف پہچان کے واسطے ہے۔ ورنہ کسی کی توجہ شکل و شباہت پر نہ ہو گی ؛

بچے اور جنت **سوال** جو بچے اپنی ابتدائی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کے متعلق جنت میں کیا ہو گا

جواب اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسے بچے اسی حالت میں رہیں گے۔ اور وہ گویا جنت کی زیبائش کا موجب ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچہ ابراہیم کے متعلق آتا ہے۔ کہ وہ جنت میں بچوں کے سردار ہوں گے۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ان کو پھر قوےٰ عمل کے لئے دیئے جائیں۔ اس وقت جو نیکی کے کام کریں۔ ان کو نیکوں میں شمار کیا جائے۔ اور جو برے کام کریں۔ انہیں اصلاح کی غرض سے دوزخ میں بھیجا جائے ؛

آدم اور خاتم **سوال** لکھا ہے کہ ہزاروں آدم ہوئے ہیں تو کیا ہزاروں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوئے ہیں

جواب آدم ایک اصطلاح ہے۔ اسی طرح خاتم بھی ایک اصطلاح ہے۔ جب دنیا شروع ہوتی ہو گی۔ تو کسی آدم سے جو ایک اصطلاح ہے اور ختم ہوتی ہو گی۔ تو کسی خاتم پر۔ اس لحاظ سے ہزاروں آدم اور اسی لحاظ سے ہزاروں خاتم ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ ہزاروں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ آپ ایک ہی ہیں۔

سرخی کے چھینٹوں والا کشف **سوال** سرخی کے چھینٹوں والے کشف پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ کیا خدا کو قلم ڈبونے کا طریقہ نہ آتا تھا

جواب کون کہتا ہے۔ کہ نہیں آتا۔ ہم تو یہ مانتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ایک نشان قائم کرنے کے لئے عمداً ایسا کیا۔

یہ نشان ماننے والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے دشمنوں کے لئے حجت نہیں۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں پر حجت قرار دیا ہے۔ مخالفوں کے لئے کئی اور نشانات ہیں؛

الرحمٰن علم القرآن **سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق الہام ہے۔ الرحمٰن علم القرآن اور یہ براہین احمدیہ حصہ چہارم میں درج ہے۔ پھر آپ نے وہاں حیات مسیح کا عقیدہ کیوں لکھ دیا۔ کیا ان آیتوں کو خدا نے نہیں سمجھایا تھا۔ جن میں وفات مسیح کا ذکر ہے۔

جواب - خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ قرآن انجیل کا مصدق ہے کیا ساری انجیل کا یا بعض حصوں کا۔ اگر کہا جائے۔ کہ ساری کا تو یہ بات غلط ہے۔ اگر کہو۔ کہ بعض کا تو بات صاف ہوگئی۔ کہ علم القرآن سے مراد بعض مقامات ہیں۔ جو خاص طور پر سکھائے گئے

دو حدیثوں میں تطبیق **سوال** ایک طرف فرمان ہے۔ کہ لیس بلینی و بلینہ نبی اور دوسری طرف آتا ہے۔ لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا۔ دونوں میں تطبیق کیسے ہو۔ لوعاش سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا نبی بن سکتا تھا۔ اور لیس بلینی و بلینہ نبی سے یہ ظاہر ہے۔ کہ اس وقت کوئی نبی نہیں ہو سکتا تھا؛

جواب لوعاش سے صرف امکان ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ اور لیس بلینی و بلینہ نبی میں ایک پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی ایسے شخص کو نبی کے مقام پر فائز نہیں کریگا اسی واسطے حضرت ابراہیم فوت ہو گئے۔ جس سے لیس بلینی و بلینہ نبی والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گویا ابراہیم میں نبوت کی طاقت تھی۔ لیکن چونکہ خدا کا منشاء نہ تھا۔ اس لئے زندہ نہ رکھے گئے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم کی قوت قدسیہ کی وجہ سے آپ کے معاً بعد نبی کی ضرورت نہ تھی۔ نبیوں کی پیدائش اتفاقی نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ان کو ایسے زمانے میں بھیجتا ہے۔ جبکہ ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

(خاکسار عبدالرحمٰن انور)

۱۴ فروری ۱۹۳۴ء

"مصلح موعود" کے متعلق تصریح ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مالیر کوٹلہ سے واپسی پر لاہور تشریف لائے۔ تو خاکسار نے بعد نماز فجر مندرجہ ذیل سوالات عرض کئے اس کے بعد میں نے احتیاطاً اس تمام گفتگو کو قلمبند کر کے بغرض ملاحظہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے مطالعہ کے بعد فرمایا "درست ہے"۔ وہ گفتگو حسب ذیل ہے:-

خادم سبز اشتہار (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ کہ

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ . . . اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا . . . . جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء" (صلا و صلا) اس میں لفظ "تکمیل" سے کیا مراد ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ان میں سے کم از کم کوئی ایک مقام اس کو ضرور ملیگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سارے مقامات اسے حاصل ہوں۔

خادم - حضور کی جو ڈائری "الفضل" میں شائع ہوئی تھی (جو مولوی فخرالدین صاحب پنشنر کے سوال کے جواب میں تھی) اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا حضور نے اپنے "مصلح موعود" ہونے سے انکار فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی - وہ ڈائری دراصل غلط چھپی تھی۔ اور میں نے اس کی تردید کر دی تھی۔ سبز اشتہار میں جو "مصلح موعود" کی پیشگوئی ہے۔ اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں۔ کہ وہ میرے ہی متعلق ہے۔ البتہ "الوصیت" (حاشیہ صلا) میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ کسی مامور کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق میں نے شبہ کا اظہار کیا تھا۔

خادم سبز اشتہار میں جو پیشگوئی ہے۔ کیا وہی "مصلح موعود" کے متعلق ہے۔ یعنے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی اصل پیشگوئی اور سبز اشتہار والی پیشگوئی کے مصداق میں کوئی فرق تو نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی - سبز اشتہار اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئیاں دراصل ایک ہی شخص (مصلح موعود) کے متعلق ہیں

خادم حضور کو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے میں کوئی شبہ تو نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی - نہیں

خادم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی ولادت کی پیشگوئی فرماتے ہوئے۔ ان کو "تین کو چار" کرنے والا قرار دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دراصل پیشگوئی کے ظہور میں آنے سے قبل اس کی پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ

"قبل از وقت ذہول رہتا ہے۔ اور ذہن منتقل نہیں ہوا کرتا۔" (تقریر بر وفات صاحبزادہ مبارک احمد الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء ص۵)

نوٹ :- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ملفوظات میں جو حوالجات یا نمبر صفحہ دیا گیا ہے۔ وہ خاکسار کی طرف سے ہے

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ الوصیت حاشیہ صلا کی عبارت بھی نقل کر دی جائے جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے۔ کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے؛

(خاکسار ملک عبدالرحمٰن خادم بی۔ اے گجراتی)

جلسہ ہائے جماعت احمدیہ

کے متعلق

ایک ضروری اعلان

کارکنان تبلیغ پیشتر اس کے کہ وہ کسی مقامی جلسہ کا کوئی انتظام کریں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل دو اہم باتوں کو ملحوظ رکھیں؛

اوّل :- نظارت دعوۃ و تبلیغ کو ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ کس ماہ اور تاریخ میں وہ اپنے جلسہ کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں؛

دوم :- جلسہ کو اہمیت دینے کے لئے ضروری وسائل اختیار کریں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ نزدیک کی جماعتوں کو اس میں شریک کریں؛

لہذا مجھے ابھی سے مجوزہ تاریخوں کے متعلق اطلاع آجانی چاہیئے۔ تا میں مبلغین مہیا کرنے کے لئے ابھی سے پروگرام بسہولت تجویز کر سکوں۔ تا وقتیکہ تمام جماعتیں مجھے اطلاع نہیں دیتیں۔ کہ وہ جلسہ کرنا چاہتی ہیں۔ یا نہیں کرنا چاہتیں۔ میں پروگرام نقل و حرکت مرکزی مبلغین کو ملتوی رکھوں گا۔ اس لئے کارکنان اس اعلان پر ایک مقامی اجلاس کر کے جلدی فیصلہ کریں۔ اور مجھے اطلاع دیں؛

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تمدنِ اسلام

انسانی تمدّن کے لئے ایک سنہری اصل

ظاہری دلفریبی یا کراہت

اسلام کے تمدنی اصول میں سے ایک اہم اصل جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں۔ کہ جو چیز تمہیں بظاہر دلفریب اور خوشنما معلوم ہو۔ وہ حقیقتاً بھی ایسی ہی ہو۔ سطحی نظر سے کسی چیز کو دیکھ کر اس کی اصلیت کا صحیح طور پر اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کسی چیز کی ظاہری خوبصورتی اور دلآویزی لازماً اس کی باطنی خوبیوں پر دلالت نہیں کرتی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تمہیں ایک چیز پسند ہو۔ لیکن دراصل وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ اور عین ممکن ہے کہ کسی چیز کی ظاہری حالت کو دیکھ کر تم اس سے کراہت کرو۔ اسے اپنے لئے نقصان کا باعث خیال کرو۔ لیکن حقیقت میں وہ تمہارے لئے نافع اور فیض رساں ہو۔

ایک انگریزی کی ضرب المثل

انگریزی میں بھی ایک ضرب المثل ہے۔ کہ all that glitter is not gold یعنی ہر وہ چیز جو چمکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ سونا ہو۔ لیکن اس ضرب المثل میں بھی ظاہر پرستی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک ہی پہلو کو لیا گیا ہے۔ اور اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ بظاہر ناپسندیدہ چیز بھی بباطن نفع بخش ہو سکتی ہے۔ گویا یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ بدنما چیز سے کسی فائدہ کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ہر خوبصورت نظر آنے والی چیز حقیقتاً فائدہ مند نہ ہو

مغربی تہذیب اور ہندوستان

مغربی تہذیب و تمدن کے ساتھ ہندوستان میں کئی ایسی چیزیں داخل ہو رہی ہیں۔ جو بظاہر نہایت خوبصورت۔ دلفریب اور ہر لحاظ سے مفید اور کارآمد نظر آتی ہیں۔ اور کوتہ اندیش لوگ ان پر لٹو ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا وجود ملک وملت کے لئے ایک تباہ کن لعنت سے کم نہیں۔ اور اگر خدانخواستہ یہاں ان کا رواج ہو گیا۔ تو اہل ہند کا بھی وہی حال ہوگا۔ جو اخلاقی لحاظ سے یورپ کا نظر آتا ہے۔

محفوظ ترین طریق

پس اہل ہند کے لئے محفوظ ترین طریق یہ ہے۔ کہ وہ اندھا دھند تقلید مغرب نہ کریں۔ بلکہ غور و فکر سے کام لیں۔ ہر چیز کے عواقب پر نظر ڈالنے کی عادت ڈالیں۔ اور ہمیشہ اسلام کا پیش کردہ یہ اصل مدنظر رکھیں۔ کہ ہر خوبصورت دکھائی دینے والی چیز لازماً مفید نہیں ہو سکتی۔ اور ہر وہ امر جو بظاہر پسندیدہ نہ ہو۔ ضروری نہیں۔ کہ باطن میں بھی مضر ہو ؎

یورپین تہذیب کی دلکشی

یورپین تہذیب کے لوازمات اس وقت بہت ہی دلفریب اور جاذب توجہ نظر آتے ہیں۔ یہ بات بہت دلکش معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسان مذہب کی پابندیوں سے آزاد ہو کر دنیا میں رہے۔ شرم و حجاب کے تمام پردے اٹھا کر کھلم کھلا اپنے نفس کی متابعت کر کے داد عیش وعشرت دیتا رہے۔ خورد و نوش کے لئے کسی قسم کی قیود اپنے لئے گوارا نہ کرے۔ اور جو جی میں آئے کھائے پیئے۔ سونے جاگنے نشست و برخاست کے بارہ میں کلیتہً آزاد ہو۔ غیر محرم عورتوں کے ساتھ بلا روک ٹوک ملے جلے۔ اور غیر مردوں کو اپنی عورتوں کے ساتھ میل جول کی اجازت دے کر اپ ٹوڈیٹ مہذب اور شائستہ جنٹلمین کہلانے کا مستحق ٹھہرے۔ لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ سطحیات سے نیچے بھی اپنی نظر کو لے جائیں۔ اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ہر چیز پر غور کریں۔ انہیں ماننا پڑے گا۔ کہ ان باتوں کی خوشنمائی۔ دلکشی دلفریبی اور دلآویزی ویسی ہی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ کسی سانپ کی چمک کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جائے۔ اور اسے ہاتھ میں لے کر کھیلنے لگے یا آگ کی شعلہ فشانی پر ریجھ کر اس میں ہاتھ ڈالدے۔ جن لوگوں کو اس میں شک ہو۔ وہ اگر یورپ کی زندگی کا کبھی فرصت کے اوقات میں مطالعہ کریں۔ تو ان پر یہ اصلیت واضح ہو جائے گی

بظاہر ناخوشگوار پابندیاں

اس کے بالمقابل عام لوگوں کو یہ امر بہت ہی تکلیف دہ اور ناخوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان ہر معاملہ میں مذہب کی پابندیوں میں جکڑا رہے۔ ہر بات میں اس کی ہدایات کا پابند ہو۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے۔ میل جول بیاہ شادی۔ غرضکہ زندگی کے ہر شعبہ میں مذہبی ضابطہ کی پابندی کرے۔ اور اس سے ایک قدم بھی ادھر ادھر ہونے کی جرأت نہ کرے۔ لیکن اصلیت یہی ہے۔ کہ یہ بظاہر ناپسندیدہ مقید زندگی اس خوشنما اور دلکش آزادی سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو مغربی تہذیب کی آڑ میں رواج پذیر ہو رہی ہیں۔

مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط

ان لوگوں کو جو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں۔ اہل مغرب کی تقلید کی وجہ سے یہ امر بظاہر نہایت ہی تنگ خیالی اور جہالت کا مظاہرہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک عورت کو بن سنور کر منظر عام میں آنے سے روک دیا جائے۔ ان کے نزدیک تہذیب اور اعلیٰ درجہ کے تمدن کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ہر عورت اپنے حسن میں مصنوعی طور پر ہر ممکن اضافہ کر کے بے حجابانہ مردوں سے اختلاط کرے لیکن حقیقت یہ ہے۔ اور واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ یہ طریق عمل جہاں عورت کو اس حقیقی شرم وحیا اور عصمت و وفا کے جذبات سے محروم کرنے کا موجب ہے۔ جو اس صنف کا بیش قیمت جوہر بلکہ اس کی زندگی کی غرض و غایت ہے۔ وہاں نوجوانوں کو بھی بالکل اوباش آوارہ مزاج اور معیار اخلاق سے گرا رہا ہے۔

ایک عبرتناک مثال

جن مغرب زدہ لوگوں کو اس میں شک ہو۔ وہ لکھنؤ کی اس نوجوان لڑکی کا کارنامہ ملاحظہ کریں جس کا تذکرہ پچھلے دنوں اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ اور جس پر ہر ایک اخبار ماتم کناں نظر آتا تھا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی چند نوجوان لڑکوں کی ایک پارٹی میں شامل ہو کر دریائے گومتی کے کنارے گئی۔ اور ایک بازی مقرر کر کے جیتنے والے کو ایک بوسہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بالمقابل نوجوانوں کی شائستگی کا اندازہ کریں۔ کہ بازی جیتنے والے نے ایک دوسرے کے پاس اپنا یہ حق دس روپے کے عوض فروخت کر دیا۔ بداخلاقی کی یہ نہایت شرمناک مثال ہے لیکن یہ اس غلط طریق عمل کی ابھی ابتدا ہے۔ جو مغربی تقلید میں عورتوں کے لئے پسندیدہ خیال کیا جا رہا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر شرمناک واقعات آئے دن ظاہر ہوتے رہتے ہیں اگر دوسری اقوام اس کے خوفناک نتائج سے سبق حاصل نہ کریں۔ تو ان کی مرضی لیکن مسلمان کہلانے والوں۔ اور قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام سمجھنے والوں کو ہر بات میں اس سنہری اصل کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم اور جن باتوں کو آج کل لوگ پسندیدہ اور خوشنما سمجھ کر اور ان کے اثرات و نتائج کو نظر انداز کر کے اختیار کر رہے ہیں۔ اس سے کلیتہً مجتنب رہنا چاہیئے۔

ہندوؤں کا ایک متعصب طبقہ محض اسلام دشمنی کی وجہ سے اسلامی پردہ کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ بے حجابی نے ان کے ہاں ایسی صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ اخلاق کی کوئی قیمت سمجھنے اور قومی کیرکٹر کو ذرہ بھر بھی اہمیت دینے والے لوگ اس کے تباہ کن اور اخلاق سوز نتائج کو دیکھ کر بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔ یہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ آزادانہ طور پر میل جول کو معراج تہذیب قرار دینے کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ تعلیمیافتہ اور خاندانی نوجوان ہندو لڑکیاں غیر مردوں بلکہ غیر اقوام کے مردوں کے ساتھ تھیٹروں میں سٹیجوں پر آکر ایکٹ کرتی۔ اور ناچتی نظر آ رہی ہیں۔ بس زنشی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اس صورت حالات کے متعلق ہندوؤں کی پریشانی کا تذکرہ انہی کی زبانی کسی آیندہ صحبت میں ذرا تفصیل کیساتھ کیا جائے گا ؎

جراثیم کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

از جناب (ڈاکٹر) محمد شاہ نواز خان صاحب ایم بی بی ایس زنجبار

صحیفۂ قدرت کے مطالعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہر چیز کے دو پہلو ہیں۔ ایک نفع کا اور ایک ضرر کا۔ اگر انسان حد اعتدال کے اندر رہے۔ تو نفع ضرر کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اسی زمانہ میں جو علمی تحقیقاتیں ہو رہی ہیں۔ وہ بھی اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ علم الجراثیم کی تحقیقاتوں نے دنیا کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ انسان آنکھ لاانتہا اعداد کا جو اس کے جسم کے تاریک کونوں اور ماحول میں ہر وقت چھپے رہتے ہیں۔ اسی علم نے پتہ دیا ہے ان کو قابو کرنے اور ان کے ضرر سے محفوظ رہنے کے طریق بتائے ہیں۔ مگر اس علم کی ترقی سے ایک نقصان بھی ہوا ہے اور وہ یہ کہ جراثیم کے خوف سے وہم بہت بڑھ گیا ہے۔ جس سے جسم کی قوت مدافعت کمزور ہو کر مرض جلدی لاحق ہو جاتا ہے۔ وہم ہمیشہ غلو کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ احتیاط مفید ہے مگر احتیاط کو غلو کی حد تک لے جانا وہم پیدا کرتا ہے۔ اور ہر کام کی وسطی راہ ہمیشہ مفید ہوا کرتی ہے۔

مل کر یا الگ کھانا

اسلام نے ہمیں کام میں وسطی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ مگر اس پر وہ لوگ جو ہر کام میں نقص دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ معترض ہوتے رہتے ہیں۔ چند دن ہوئے۔ ایک دعوت میں میرے ایک دوست نے پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اور وجہ یہ بیان کی۔ کہ جھوٹا پانی پینے سے امراض لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے میں نے عرض کیا۔ کہ اسلام نے ہمیں پابند نہیں کیا کہ ضرور ہر شخص کا جھوٹا کھایا پیا جائے۔ یا ضرور کسی خاص آدمی کے ساتھ مل کر کھایا جائے۔ بلکہ اسلام نے دونوں طرح جائز رکھا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا۔ اگر کسی شخص کو کسی خاص آدمی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا یا اس کا جھوٹا کھانا پسند نہ ہو۔ تو اس کو اجازت ہے کہ علیحدہ کھائے۔ باقی رہا یہ سوال کہ مل کر کھانے سے امراض لگنے کا خطرہ ہے۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ میں کم سے کم اسے وہم کی حد تک لے جانا نہیں چاہتا مل کر کھانے سے امراض کا لگنا تو ثابت نہیں۔ یہ محض ظنی اور وہمی بات ہے۔ مگر اس عمل کے تمدنی اور سوشل فوائد یقینی اور ثابت شدہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مل کر کھانے سے آپس میں اتحاد محبت اور ایثار اور الفت کے جذبات بڑھتے ہیں۔ اور تکبر خود غرضی۔ خود پسندی کی عادت جاتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کا جھوٹا رحمت ہے۔ اسی پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر مومن تپ دق یا کسی اور متعدی مرض میں مبتلا ہو۔ تو کیا اس کا جھوٹا بھی رحمت ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص حقیقی معنوں میں مومن ہوگا۔ اس کا جھوٹا بھی مضر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر کوئی مومن مثلاً مرض تپ دق میں مبتلا ہوگا۔ تو وہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق مسواک بھی کرتا ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر منہ کو صاف رکھا جائے۔ تو اس میں بلغم کے ذرات باقی نہیں رہ سکتے۔ جو مرض کے پھیلانے کا موجب ہوں۔

محض وہم

یہ محض وہم ہے۔ کہ ایک برتن میں کھانے سے امراض کے جراثیم جسم میں چلے جاتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ کسی دعوت میں شامل ہونے والے اکثر افراد کو کوئی خاص مرض محض ایک برتن میں کھانے پینے سے لاحق ہو گیا ہو۔ کیونکہ مرض لگنے کے لئے صرف جراثیم کی موجودگی کافی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ اس کے ساتھ اور بھی شرائط ہیں۔ مرض لگنے کے لئے چار باتیں ضروری ہیں۔ اول۔ جراثیم کی موجودگی (۲) ان کا دوسرے کے جسم میں منتقل ہونا (۳) کسی خاص حصہ جسم کا ماؤف ہونا جو کہ جراثیم کے بیج کے لئے بطور زمین کے کام دے۔ (۴) جسم کی عام قوت مدافعت کی کمی۔

یوں تو لاکھوں جراثیم تپ دق کے ہر روز سانس کے ذریعے اندر لے جاتے ہیں۔ مگر بہت کم لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جسم کی قوت مدافعت بہت کام کرتی ہے۔ اور اکثر دفعہ ہمارے علم کے بغیر ہی ہم کو بیسیوں مواقع پر مرض سے بچا لیتی ہے۔ اسی واسطے قرآن کریم میں آتا ہے۔ ویعفوا عن کثیر۔ ہم سے اکثر دفعہ حفظان صحت اور پرہیز وغیرہ میں غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔ مگر وہ ستار اور غفور الرحیم خدا معاف کر کے امراض کو روک دیتا ہے۔

امراض کے جراثیم سے بچنے کا ذریعہ

تعجب کی بات ہے کہ ہمیں یہ تو بتایا جاتا ہے کہ دیکھنا احتیاط سے قدم رکھنا۔ فلاں جگہ ہیضہ کے جراثیم ہیں۔ فلاں مکان میں پلیگ کے کیڑے ہیں۔ فلاں تالاب میں ٹائی فائڈ کے جرمز ہیں۔ غرضیکہ ہمارے جسم میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک سب جگہ جراثیم دکھائے جاتے ہیں۔ اور ماحول میں بھی کوئی جگہ جراثیم سے خالی نہیں بتلائی جاتی۔ مگر یہ نہیں بتایا جاتا۔ کہ آخر ان آفات سے نجات کا کیا ذریعہ ہے۔ ہم جائیں تو کہاں جائیں۔ کوئی جگہ جراثیم سے پاک ہو تو بتاؤ۔ جہاں ہم سر چھپا سکیں۔ اور امن میں رہ سکیں مگر جراثیم کے وہم میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ معمولی احتیاط کر کے (وہ بھی اس صورت میں کہ مرض کی موجودگی کے کافی وجوہ موجود ہوں) انسان اپنی قوت مدافعت کو بڑھائے۔ یعنی۔ افراط تفریط سے بچے۔ کھانے پینے اور دیگر اقسام کی بے اعتدالیوں سے بچے۔ مناسب پرہیز کرے۔ جسم کو پاک صاف رکھے۔ تکان۔ صدمہ۔ تفکرات وغیرہ سے بچے۔ اور اپنے مولا کے فضل پر نگاہ رکھے۔ اس سے جسم میں مرض کے مقابلہ کی طاقت پیدا ہو گی۔ ورنہ ہر وقت جراثیم کے خوف سے پھونک پھونک کر قدم رکھنے اور اسی وہم میں پڑنے سے تو رہی سہی قوت بھی مضمحل ہو جائے گی۔ اور مرض تعریض باطنی (آٹو سجیشن) سے ہی جلد لاحق ہو جائے گا۔ واضح ہو کہ تعریض باطنی سے جو مرض لگتا ہے اس میں بیرونی جراثیم کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ جسم کے اندر جو معمولی جراثیم ہوتے ہیں۔ وہی مرض پیدا کر دیتے ہیں۔

سب جراثیم مضر نہیں

اس کے علاوہ یہ عرض ہے کہ سارے جراثیم مضر نہیں ہوتے سینکڑوں اقسام جراثیم کی مفید ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس نے اگر بعض ایسے جراثیم بنائے ہیں۔ جو مہلک ثابت ہوتے ہیں (گو یہ بھی صفت رحیمیت کے منافی نہیں۔ کیونکہ موت بھی تو رحمت ہے اور یہ جراثیم موت کو قریب کر کے بندہ اور خدا کے درمیان جو پردہ ہے۔ اس کو چاک کرتے ہوئے دیدار الٰہی کی صورت پیدا کرنے میں ممد ہوتے ہیں) تو مفید جراثیم بھی پیدا کئے ہیں۔ بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ کوئی جرم بھی اپنی ذات میں مفید یا مضر نہیں۔ صرف حالات کے ماتحت وہ خاص خاص صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔ کئی جراثیم ہیں جو انسان کے لئے نہایت ضروری اور اس کے نفع رساں دوست ہیں۔ بلکہ بعض (مثلاً تپ دق کا جرم) پر تو انسان کی جبلّی ذہانت اور فطری ذکاوت اور فہم کا دارومدار ہے۔ مگر بعض حالات میں جب انسان کی قوت مدافعت بے اعتدالیوں کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے تو وہ موقع پا کر حملہ کر دیتے ہیں۔ گویا وہی جو صحت میں رحمت کا موجب ہے۔ کمزوری میں غضب کے مظہر بن جاتے ہیں۔

مل کر کھانے کے فوائد

پس اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ اکٹھے مل کر کھانے پینے سے امراض کے لگنے کا احتمال ہے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ یہ رواج رحمت کا موجب بھی ہے کیونکہ اکثر جراثیم مفید بھی ہیں۔ اور یوں بھی یہ طریق آپس میں تعلقات محبت اور اخوت کو بڑھانے کا موجب ہے۔ ممکن ہے کہ اس عمل سے بھی کوئی متعدی مرض منتقل ہو جاتا ہو۔ جس کے لئے صحیح اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکتے کیونکہ ان باتوں کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جاتا۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ اس عمل سے بعض قومی طبی فوائد بھی مترتب ہوتے ہوں مثلاً مختلف نفوس کے مل کر کھانے سے ان کے مفید جراثیم برتن میں مل کر ایک مخلوط کلچر پیدا کر دیں۔ جو تمام کنبہ کے جسموں میں داخل ہو کر ان کے اندر ایک مخصوص فیملی قوت مدافعت پیدا کر دے۔ جو اس خاندان کو خاص امراض سے محفوظ رکھے۔ اسی طرح اگر ساری قوم مل کر کھائے گی۔ تو ان کی مخلوط قومی کلچر بن جائے گی۔ جو قومی قوت مدافعت پیدا کر کے ساری قوم میں خاص طاقت مقابلہ کی پیدا کر دے گی۔ آپس میں میل جول اور مل کر کھانے پینے سے ایک

دوسرے کے مفید جراثیم جسم میں منتقل ہو کر چیچک۔ پلیگ اور ہیضہ کی طرح ٹیکہ لگتا رہتا ہے۔ جو جسم کے اندر قوت مقابلہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میاں بیوی میں باوجود انتہائی بے تکلفی کے ایک دوسرے کا مرض منتقل نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ بیوی کا تپ دق میاں کو نہیں لگتا۔

میرا یہ بیان محض تخیل یا حسن عقیدت کی بناء پر نہیں ہے بلکہ نئی تحقیقاتیں اس امر کی تائید کر رہی ہیں۔ آج کل تو اس طرح کی مخلوط کلچر جراثیم کی تیار کر کے علاج بھی کیا جاتا ہے۔ جس کو بسریڈ کا کہتے ہیں۔ پس وہ دن دُور نہیں جب اسلام کے اس حکم کی حکمت لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔ کہ مومن کا جھوٹا رحمت ہے۔ اور مل کر کھانے میں نہ صرف تمدنی اور معاشرتی منافع ہیں۔ بلکہ طبی لحاظ سے بھی۔ نہ صرف بے ضرر بلکہ مفید ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص کسی شدید متعدی مرض میں مبتلا ہو۔ اور وہ بے احتیاط بھی ہو ؛

خدا کے قول اور فعل میں تصادم ممکن نہیں

دنیا ہر لمحہ ترقی کر رہی ہے۔ نئے نئے حقائق کا انکشاف ہو رہا ہے۔ دیگر مذاہب والے کانپ رہے ہیں۔ کہ سائنس فلاسفی اور نفسیات کی نئی تحقیقات معلوم نہیں کیا غضب ڈھائیں گی۔ مگر ہمیں کوئی گھبراہٹ نہیں۔ ہمارا اسلام ایک مضبوط چٹان پر قائم کیا گیا ہے جس کو ۱۳۵۰ سال کے طوفان کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ آخری اور قطعی تحقیقات ضرور اسلام کی مؤید ہوں گی۔ کیونکہ اسلام خدا کا سچا قول ہے۔ اور سائنس خدا کا سچا فعل۔ پس ممکن نہیں کہ اس علام الغیوب ہستی کے قول اور فعل میں تصادم ہو۔ یہ جو بعض دفعہ سائنس کا اختلاف اسلام کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ سائنس سچ کہتی ہے۔ بلکہ یہ اس تحقیق کی درمیانی کڑیاں ہیں۔ جب اس سیڑھی کی تکمیل ہو گئی۔ تو اس کی آخری کڑی ضرور اسلام کے مطابق بلکہ اس کی خادم اور مؤید ہو گی۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ خود محققین جو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں سے خوب واقف ہیں۔ وہ تو اسلام کے خلاف لب کشائی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ مگر بعض نیم سائنسدان جن پر سائنس کی اصل حقیقت منکشف نہیں ہوئی۔ وہ اعتراض کر دیتے ہیں۔

عظمتِ دارالامان اور شوکتِ فضلِ عمر

لذتِ دردِ فراقِ شمع پروانے سے پوچھ
گیرو دارِ بیخودی ہشیار مستانے سے پوچھ
عظمتِ "دارالامان" اور شوکتِ "فضلِ عمر"
یا حسن سے یا کسی ایسے ہی دیوانے سے پوچھ

(حسن رہتاسی)

عبدالکریم صاحب مرحوم آف یادگیر کا ذکر

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ ۱۹۰۷ء کے آخری مہینوں میں سے کسی میں ایک روز جبکہ ہم طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سکول کے اس وقت کے بورڈنگ کے صحن میں کھیل رہے تھے کہ اچانک بورڈنگ کے غربی پھاٹک سے جو کہ میاں شیر محمد صاحب دوکاندار کی دوکان کے پاس ہے۔ ایک باؤلا کتا صحن میں گھس آیا۔ پھاٹک سے ایک جریب بجانب شرق خاکسار راقم کھڑا تھا۔ جب میں نے کتے کو دیکھا۔ تو چاہا۔ کہ آگے بڑھ کر اسے ماروں۔ لیکن کسی وجہ سے میں رک گیا۔ اس سے آگے نصف جریب کے فاصلہ پر میرے کلاس فیلو اخویم مکرم ڈاکٹر گوہر الدین صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو بچا لیا۔ کتا سیدھا آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اس جگہ جا پہنچا۔ جہاں اب مدرسہ احمدیہ و بورڈنگ کا کنواں ہے۔ وہاں بہت سے لڑکے کھیل رہے تھے۔ ان میں سے کتے نے عبدالکریم صاحب مرحوم پر حملہ کر کے زخمی کر دیا ؛

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ امی وابی کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو حضور نے منتظمین کے ذریعہ علاج کے لئے عبدالکریم صاحب کو بھجوا دیا۔ علاج ہو جانے کے بعد عبدالکریم صاحب بظاہر کامل صحتیاب ہو کر قادیان واپس آ گئے اور ہمارے ساتھ بورڈنگ میں مثل سابق رہنے لگے۔ لیکن چند ہی روز گذرنے کے بعد ہائیڈرو فوبیا کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ مکرم معظم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے (سابق سردار مہر سنگھ صاحب) نے ہمیں عبدالکریم صاحب کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ مبادا کہ کسی کو ان سے نقصان پہنچے۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اس بات کی اطلاع کی گئی۔ تو سب سے پہلے حضور نے معالجین کو حکم دیا۔ کہ کوئی مہلک دوائی نہ دی جائے۔ کیونکہ جب ہلکاؤ کی بیماری ہو جاتی ہے۔ تو چونکہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ لوگوں کو نیز مریض کو تکلیف اور دکھ سے بچانے کیلئے ڈاکٹر ایسا کرتے ہیں۔ پھر عبدالکریم صاحب کو علیحدہ رکھنے کے لئے تجویز کی گئی ؛

مکرم سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم ساکن قادیان کے مکان کا بالائی حصہ جہاں پہلے "الحکم" کا دفتر ہوتا تھا۔ عبدالکریم صاحب مغفور کی رہائش کے لئے تجویز ہوا۔ اور ان کو وہاں منتقل کر دیا گیا۔ اخویم مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب (حال ناظر دعوۃ و تبلیغ) اور خاکسار کو کہ ہم دونوں نے برضاء خود خدمات پیش کی تھیں پہرہ پر لگایا گیا ؛

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ذریعہ کسولی تار بھجوایا۔ کہ عبدالکریم کو ہلکاؤ ہو گیا ہے۔ کوئی علاج بتایا جائے۔ ڈاکٹر صاحبان کسولی نے جوابی تار دیا۔ کہ

"Sorry nothing can be done for Abdul Karim"

یعنی افسوس کہ عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ امی وابی نے خدائے بزرگ قدیر و برتر کی درگاہ عالی میں بہت اضطراب سے (کیونکہ عبدالکریم ایک دور دراز کے علاقہ کا اور والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔) اس کی صحت کے لئے دعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے مسیح و مہدی کی دعا کو شرف قبولیت بخش کر عبدالکریم صاحب کو تندرست کر دیا ؛

اسی قسم کے لاعلاج مریض انبیاء علیہم السلام نے زندہ کئے علاوہ روحانی مریضوں کے اور اس دہریت کے زمانہ میں ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدالکریم صاحب کو زندہ کیا۔ احی الموتیٰ باذن اللہ کے یہی معنے ہیں۔ وہ مردے جن کی جان قبض ہو چکی ہو۔ نہ کسی نبی نے زندہ کئے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی کر سکتے۔ تو سرور دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے شہداء کو زندہ کرتے۔ یا جب جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا شہید ہوئے۔ اور آپ کو ان سے نہایت محبت تھی۔ ان کو زندہ کر دیتے۔ یا اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو زندہ فرماتے۔ لیکن کسی کو زندہ نہ کیا۔ کیونکہ آپ ہی کے ذریعہ آیا ہوا خدا کا حکم حقیقی مردوں کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے۔ کہ من ورائهم برزخ الیٰ یوم یبعثون

مرحوم مغفور خاکسار راقم کے دوست تھے۔ بہت منکسر المزاج سادہ طبع انسان تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں وُہ اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے۔ رنگ ان کا کالا تھا۔ (مصلحتاً رنگ کا تذکرہ کیا گیا) اور جب ان کو باؤلے کتے نے کاٹا۔ اُن کی عمر ۱۷-۱۸ سال کی ہوگی۔ جب مرحوم کو ہلکاؤ ہوا۔ تو ذرا سی آہٹ سے چونک پڑتے۔ سانس مشکل سے آتا تھا۔ اور پانی سے ڈرتے تھے۔ اور ذرا سے شور سے سخت مضطرب ہو جاتے تھے۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ وادخلہ الجنۃ۔ آمین اللھم آمین ؛

خاکسار

عبدالرحمٰن احمدی رینج آفیسر
ڈاکخانہ کرناہ کشمیر

ایک غیر مبایع سے گفتگو

راقم الحروف امسال جلسہ سالانہ قادیان سے واپس آرہا تھا کہ وزیرآباد سے ایک صاحب میرے کمرہ میں تشریف لائے۔ میرے ہاتھ میں "اربعین" کتاب تھی۔ جس کا میں مطالعہ کر رہا تھا۔ وہ صاحب بولے "معلوم ہوتا ہے کہ آپ احمدی ہیں؟" میں نے اثبات میں جواب دیا اس پر انہوں نے الحمدللہ فرمایا۔ اور پھر تخصیص شاخ یعنی قادیان یا لاہور۔ کے متعلق گویا ہوئے۔ میں نے عرض کیا نہ میں قادیان کا باشندہ ہوں۔ نہ لاہور کا جو قادیانی یا لاہوری کہلاؤں۔ میں خدا کے فضل وکرم سے احمدی ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دعویٰ پر میرا ایمان ہے۔ اتنا کہنا تھا۔ کہ غصہ ہو کر فرمانے لگے نعوذ باللہ آپ نے حضرت مسیح موعود پر صلوٰت بھیج کر انہیں نبی کا رتبہ دے دیا ہے۔ اور بعو جب حدیث لا نبی بعدی انہیں نبی کہہ کر اپنے آپ کو کافر بنالیا ہے آپ توبہ کریں۔

بجائے اس کے کہ جواباً مجھے بھی غصہ آتا ہے۔ میں مسکرایا۔ اس پر وہ اور آگ بگولا ہو گئے۔ اور فرمانے لگے میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں۔ کہ میرے سامنے رسول کریمؐ کی ہتک مت کرو۔ اس پر میں خاموش ہو گیا۔ قریباً دس منٹ کے بعد میں ان سے ہمکلام ہوا۔ اور پوچھا کہ آپ لاہوری عقائد رکھتے ہیں؟ فرمانے لگے ضرور۔ میں نے وہی اربعین جو میرے ہاتھ میں تھی۔ دکھائی اور دریافت کیا کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی تصنیف ہے یا کسی اور کی۔ فرمایا یہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تصنیف ہے۔ اس جواب پر میں نے فوراً صفحہ ۱۲ اربعین نکالا اور ذیل کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔

"بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے؟"

یہاں تک پہنچا تھا۔ کہ صاحب ممدوح پھر غصہ میں آگئے۔ اور فرمانے لگے کیا میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ ایسا کہنا حرام اور قطعاً حرام ہے۔"

میں ان کے غصہ کا پارہ زیادہ چڑھتا دیکھ کر نہایت نرمی سے ملتجی ہوا۔ جناب! اگر اس عبارت کے۔ جو میں پڑھ رہا ہوں ختم ہونے پر آپ نے یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود پر الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق حرام ہے۔ تو واللہ میں آپ کے ہاتھ پر آپ کے حضرت امیر کی بیعت کر لوں گا۔

اس پر جناب کا غصہ ذرا کم ہوا۔ اور آپ نہایت خاموشی سے سننے لگے۔ میں نے اس سے اگلی عبارت جو ذیل میں درج ہے پڑھنی شروع کی۔

"اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے۔ اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا۔ بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہے۔ خود عام طور پر تمام مومنوں کی نسبت قرآن شریف میں صلوٰۃ اور سلام دونوں لفظ آتے ہیں۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ کی ذیل کی عبارت پڑھ کر سنائی۔ "حالانکہ ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاک پر خدا تعالیٰ کی طرف صلوٰت اور سلام ہے۔" آخر میں صفحہ ۲۳ کی ذیل کی عبارت پڑھی۔

"جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں۔ اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ کیسی خوش قسمت وہ امت ہے جس کے اول سر میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوٰۃ اور سلام کیوں غیر موزوں اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے ہیں کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں۔ اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں۔ کہ صلوٰۃ وسلام بھی اس پر کہنا حرام ہے یہی وجہ تو ہے۔ کہ ہم بار بار ان لوگوں کو تنبیہ کرتے ہیں۔ کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔"

یہ سب حوالہ جات سنتے ہی آپ چونک پڑے اور فرمانے لگے "معلوم ہوتا ہے کسی کم تجربہ لاہوری احمدی نے مجھے یہ بتایا۔ میں نے حال ہی میں دو ماہ کا عرصہ ہوا بیعت کی ہے لیکن میں نے یونہی لاہوری عقائد تسلیم کرلئے تھے۔ میں نے تحقیق کوئی نہیں کی۔ اور نہ ہی حضرت صاحب کی تصانیف پر مجھے ابھی تک مکمل طور پر عبور ہے۔ اگر یہ عبارت جو آپ نے ابھی مجھے پڑھ کر سنائی ہے۔ اسی کتاب میں درج ہے۔ تو پھر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق بالکل جائز بلکہ لازمی ہے۔ اور اس طرح پر جناب مرزا صاحب کو انبیاء علیہم السلام کی شان ضرور حاصل ہے۔ میں اس ضمن میں تحقیقات کرکے آپ کو پوچھ جواب دوں گا۔

اس پر انہوں نے میرا ایڈریس نوٹ کرلیا۔ اور خط وکتابت کا وعدہ فرمایا۔ اتنے میں گاڑی لالہ موسیٰ آ پہنچی اور وہ صاحب اتر گئے۔ میں نے جلدی میں ان کا نام دریافت کیا۔ فرمایا عبدالسلام سکنہ راولپنڈی یا عبدالسبحان سکنہ راولپنڈی مجھے جلدی میں ٹھیک طرح سنائی نہ دیا تھا۔ خاکسار۔ عبدالکریم خان یوسف زئی تار ماسٹر (لوچھپہ)

اظہار تشکر

مجھے اپنے واحد لخت جگر نور چشم محمد حسین کی وفات حسرت آیات پر ہندوستان و بیرونجات کے مختلف اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط وتار بے شمار پیغام ہائے تعزیت وہمدردی موصول ہوئے ہیں۔ ان تعزیت کرنے والے حضرات میں میرے کرم فرمائں، مخلص دوستوں اور واقفوں کے علاوہ ایسے صاحبان بھی بتعداد کثیر شامل ہیں۔ جن سے روشناسی کا مجھے فخر حاصل نہیں۔ کئی انجمنوں نے بھی تعزیت کی قراردادوں اور خطوط سے میری غمگساری کی ہے۔ میں ان تمام کرم فرما حضرات کا جن میں ہندو مسلمان۔ سکھ۔ پارسی۔ عیسائی وغیرہ ہر مذہب کے حضرات شامل ہیں۔ اور جن میں عوام۔ امراء و روساء۔ حکام اور والیان ریاست بھی شامل ہیں۔ ان کی اس کرم گستری اور ہمدردی پر نہایت ہی تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے واحد لخت جگر کی جدائی سے جو ناقابل بیان صدمہ پہنچا ہے۔ حضرات ممدوح کی اس ہمدردی نے اس میں میری کافی ڈھارس بندھائی ہے۔ اور میرے قلب مضطر ومجروح کے لئے کافی سکون وصبر کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ پیغامات تعزیت کی کثرت کے باعث اور اس وجہ سے۔ کہ عزیز مرحوم ومغفور کی دو سالہ تیمارداری اور اس کی قلب پاش واقعہ وفات نے مجھے سکون واطمینان قلب کی اس دولت سے بہت کچھ محروم کر رکھا ہے۔ جو کہ ایسی خط وکتابت کے لئے ضروری ہے۔ میں اخبار کے کالموں کے ذریعہ ان تمام واجب التعظیم حضرات کا نہایت ہی صمیم قلب اور امتنان وتشکر کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے خط یا تار کے ذریعہ میرے ساتھ اس المناک صدمہ میں ہمدردی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم نصیب فرمائے۔ اور ہر قسم کے آفات وبلیات سے انہیں محفوظ رکھے۔ آمین

والمشکور۔ محمد اسلم برہ خانخیل۔ مردان ضلع پشاور صوبہ سرحد

ضرورت امداد

ایک احمدی دوست خواجہ عبدالغنی صاحب کے لئے جن کی عمر قریباً ۱۸ سال ہے۔ اور جو اردو میں نوشت وخواند کر سکتے ہیں۔ ملازمت کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب ان کے روزگار کے لئے کوشش کر سکیں۔ تو اس بارے میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب احمدی آف موگا۔ ایل۔ ایم۔ پی انارکلی لاہور کو اطلاع دیں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

۴ مارچ یوم التبلیغ کے لئے تین تحفے

۱- مصباح یکم مارچ اس میں چار مضمون ہیں اسلام اور ہندو مذہب۔ اسلام اور سکھ مذہب۔ اسلام اور عیسائیت۔ اسلام کی خصوصیات۔ خواتین جماعت احمدیہ اسے قرب وجوار اور مناسب مقامات پر تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں۔ قیمت فی پرچہ سوا آنہ۔ ایک روپیہ کے سولہ۔

۲- ریویو کا خاص نمبر ماہ مارچ کے رسالہ میں ایک ہی مضمون آخری زمانے کے اوتار پر ہے۔ یہ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں بالکل نئی چیز ہے۔ اور اس سے پہلے یہ حوالے یہ بیانات نہیں آئے۔ خاص خاص غیر مسلم رئیسوں۔ ودوانوں میں تقسیم کرنے کے قابل ہے۔ ایک ہندو مذہب کے ریسرچ سکالر کا لکھا ہوا۔ فی رسالہ ۶/ ر۔ ایک روپیہ کے تین

۳- مباحثہ مصر عیسائیوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو مولانا ابو العطاء مبلغ شام اور ایک بہت بڑے پادری کے مابین ہوا۔ اس میں تمام مباحث آگئے ہیں۔ اور نہایت زبردست دلائل، اسلام واحمدیت کی تائید اور عیسائیت کے مسائل مختصہ کی تردیدیں دئیے گئے ہیں۔ فی رسالہ ۴/ر ایک روپیہ کے پانچ

ملنے کا پتہ:- مہتمم دفتر طبع واشاعت قادیان۔ پنجاب

آخری نوٹس

۴ مارچ ۳۴ء کے یوم التبلیغ

پر مندرجہ ذیل ارزان۔ نادر۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو تقسیم کرو

لیکچر مہوتسو بزبان اردو	فی سینکڑہ آٹھ روپے
" بزبان گورمکھی	فی سینکڑہ عہ
" بزبان ہندی	فی سینکڑہ عہ
زندہ نبی حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر	فی سینکڑہ ۳/
اولوالعزم نبی "	" ۱۲/
محمد عربی حضرت خلیفہ اولؓ کا مضمون	" ۸/

صداقت اسلام
پر
شہادت لیکھرام ۶ مارچ کیلئے
نادر تحفہ بالتصویر دو روپیہ فی سینکڑہ

دنیا کا عظیم الشان محسن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا لیکچر لنڈن فی سینکڑہ ۴/

برگزیدہ رسول۔ غیر مسلموں کی رائیں اور

قصیدے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فی سینکڑہ عہ

انسان کامل مولفہ میر محمد اسحٰق صاحب فی سینکڑہ عہ

عروج احمدیت۔ نہایت دلچسپ اور ضروری لیکچر جس میں سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی سوانح کو بیان کیا گیا ہے۔ احباب کے تقاضے پر اسکو بطور ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ قیمت فی سینکڑہ ۴/

کتاب گھر۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب کونسل میں ۲۲ فروری کو ممبر خزانہ نے تمباکو بل پیش کیا۔ جس کی عام طور پر حمایت کی گئی۔ صرف ہندو ممبروں نے مخالفت کی۔ مگر بل ایک منتخبہ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

راجشاہی سے ۲۲ فروری کی اطلاع ہے کہ اس ڈسٹرکٹ میں شدید ژالہ باری ہوئی۔ جس سے ۷ اشخاص ہلاک اور ۱۴ مجروح ہو گئے۔ اولوں کی شدت سے مکانوں کی کثیر تعداد منہدم ہو گئی۔ بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ اور فصلیں تباہ ہو گئیں۔

بنگال کونسل میں ۲۱ فروری کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے بتایا۔ کہ چاٹگام اور میدنا پور سے وصول شدہ جرمانوں کی رقوم ۳۱، ۶۹، ۷۸ اور ۸۸ ۵، ۸ ہیں۔ چاٹگام میں دہشت انگیزی کی تحریک کے سلسلہ میں جن لوگوں کو کچھ نقصان پہونچا ہے۔ کچھ رقوم ان کو بطور تاوان دی گئی ہے۔

سر آغا خان کے اعزاز میں کونسل اور اسمبلی کے مسلم ممبروں کی طرف سے دعوت طعام دی گئی۔ صدر بمبئی کونسل نے ایک تقریر کی۔ جس میں ان مشکلات کا ذکر کیا۔ جن سے سندھ کی علیحدگی کے بعد بمبئی دوچار ہوگا۔ سر آغا خاں نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ فرقہ وار فیصلہ بہرحال تیسری طاقت کا فیصلہ ہے۔ اور اسے مسلمانوں کی فتح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میں اپنے سندھ کے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں سندھ کی علیحدگی کو ایک مسلمہ واقعہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرونگا۔ اور سندھ کے لئے گورنر کے صوبہ سے کم درجے پر ہرگز راضی نہ ہونگا۔

پوسٹ ماسٹر جنرل لنڈن نے ۲۳ فروری کو ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ دنیا میں اس وقت تک کل ۳۴ ملین ٹیلی فون ہیں اور برطانیہ ان میں سے ۳۲ ملین ٹیلی فون کے توسط سے دیگر مقامات کے ساتھ گفت و شنید کر سکتا ہے۔

آئرش پارلیمنٹ میں ۲۳ فروری کی نیلی قمیص اور اسی قسم کے دیگر قومی نشان پہننے کی ممانعت کے بل کی پہلی خواندگی ۵۰ کے مقابلہ میں ۷۰ آراء کی کثرت سے پاس ہو گئی۔ ہاؤس میں بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس بل کا مدعا جنرل اڈوفی کی نیل پوش انجمن کو ممنوع قرار دینا ہے۔

انڈین ٹیرف امینڈمنٹ ایکٹ کے متعلق گزٹ آف انڈیا کی ۲۲ فروری کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ مرکزی مجلس وضع آئین نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اس لئے فروری ہے یہ نافذ العمل ہو جائے گا۔

وائسرائے ریلیف فنڈ نئی دہلی سے ۲۱ فروری کی اطلاع کے مطابق بیس لاکھ پچیس ہزار پانچ سو ستاون روپے پانچ آنے چھ پائی تک پہنچ گیا ہے۔

سول نافرمانی کے قیدیوں کی تعداد بتدریج کم ہو رہی ہے۔ چنانچہ دسمبر کے آخر میں ہندوستان کے مختلف جیلوں میں قیدیوں کی تعداد ۲۷۷۸ تھی۔ جو جنوری کے آخر میں ۱۹۹۰ رہ گئی۔

وزرائے برما سر جوزف مانگ گری اور یوکائی دین زنگون کی ایک اطلاع کے مطابق مستعفی ہو گئے ہیں۔

وائٹ پیپر کی تجاویز پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کے پارٹی لیڈروں کی طرف سے اس بات پر اصرار کیا جا رہا ہے۔ کہ اس موضوع پر بحث کے لئے ایک دن پورا وقف کیا جائے۔ حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے۔ کہ ۴ اپریل کو اس مسئلہ پر بحث ہو سکے۔

فلسطین کا ایک معاصر رقمطراز ہے۔ کہ ہز مجسٹی شاہ عراق کا ارادہ ہے۔ کہ عرب کے مشہور مقامات کا دورہ کریں۔ اس سفر کے دوران میں آپ فلسطین بھی جائیں گے۔

شاہ فواد والئی مصر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ چونکہ حکومت یونان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آپ کے جد امجد محمد علی کا ایک مجسمہ یونان میں نصب کیا جائے۔ اس لئے آپ مجسمہ کی نقاب کشائی کے لئے آئندہ موسم گرما میں یونان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مولانا شفیع داؤدی نے ایک بیان کے ذریعہ اس خبر کی تردید کی ہے۔ جو بعض اخبارات نے شائع کی ہے۔ کہ سر آغا خاں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔

وائنا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ تمام آسٹریا سے مارشل لاء ہٹا لیا گیا ہے۔

پشاور سے ۲۱ فروری کی اطلاع کے مطابق گذشتہ ماہ جنوری میں صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع میں ۳۷ قتل کی وارداتیں ہوئیں۔ گذشتہ سال اسی ماہ میں ۴۰ وارداتیں ہوئی تھیں۔ اسی طرح ڈکیتی اور نقب زنی کی وارداتیں بھی کم ہو گئی ہیں۔

ہریجن تحریک کے سلسلہ میں گاندھی جی کو جنوبی ہند کے دورہ سے جس قدر رقوم وصول ہوئی ہیں۔ اگرچہ ان کا صحیح شمار معلوم نہیں ہو سکا۔ مگر مدراس سے ۲۱ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ گاندھی جی کے کیمپ میں استفسار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اب تک یہ رقم تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔

اسمبلی میں ۲۳ فروری کو اکثر ارکان نے اس بات پر زور دیا۔ کہ حکومت نے محکمہ ریلوے کی ملازمتوں میں ہندوستانی عنصر کو بڑھانے کے متعلق جو وعدے کئے ہیں۔ ان کے ایفاء پر توجہ نہیں کی۔ اس لئے ریلوے میں ہندوستانی افسروں کی تعداد کو فوراً بڑھایا جائے۔ سر جوزف بھور نے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے ایوان کو اس بات کا یقین دلایا۔ کہ حکومت ہندوستانی عنصر کو بڑھانے کی پالیسی پر نہایت دیانتداری کے ساتھ عمل کر رہی ہے۔

حکومت کیوبا نے فوج کے بائیس افسروں کو ایک جدید بغاوت کی سازش میں شریک ہونے کے شبہ میں جلا وطن کر دیا ہے۔

یو۔ پی کی مجلس مقننہ میں ۲۳ فروری کو وزیر مالیات نے میزانیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ امسال میزانیہ خلاف توقع تسلی بخش رہا ہے۔ اور حکومت کو ۱۴ لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی ہے۔

برما کونسل میں حال ہی میں ہوم ممبر نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ دہلی کے شاہی خاندان کے تین افراد برما میں مقیم ہیں جن میں سے ایک خاتون ہے۔ انہیں پندرہ۔ بیس اور تیس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے۔

افغان تجارتی کمپنی اور روسی تجارتی کمپنی ماسکو کے مابین یہ تجارتی معاہدہ ہے۔ کہ مؤخر الذکر کمپنی جنوری ۱۹۳۶ء اور فروری ۱۹۳۵ء کے درمیانی عرصہ میں افغانستان کو ۱۵ ہزار من کھانڈ سپلائی کرے گی۔

مہاراجہ صاحب کشمیر نے ۲۴ فروری کو اعلان کیا ہے۔ کہ میں نے فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ پر غور کر لیا ہے۔ اور میں اس رپورٹ میں مندرجہ سفارشات کو منظور کرتا ہوا ہدایت کرتا ہوں۔ کہ انہیں فوراً عملی جامہ پہنانے کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کئے جائیں۔

سر سیموئل ہور وزیر ہند کو لنڈن سے ۲۴ فروری کی اطلاع کے مطابق بادشاہ نے کے سی ایس آئی یعنی نائٹ کمانڈر آف سٹار آف انڈیا کا خطاب دیا ہے۔

سکندر آباد سے ۲۲ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریاست حیدر آباد کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق اس وقت ریاست میں ڈیڑھ لاکھ گداگر ہیں۔ جن میں ۶۶ ہزار عورتیں ہیں۔

ٹوکیو کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ دس سال میں جاپان میں ۲۲ ہزار زلزلے آئے۔ سب سے زیادہ خوفناک زلزلہ ۱۹۲۳ء کا تھا۔ جس میں ۹۹۳۰۰ جانوں کا اتلاف ہوا۔

خان عبد الغفار خاں اور دیگر سرخ پوش لیڈروں کی رہائی کے متعلق ۲۴ فروری کو حکومت سرحد کے ہوم ممبر نے غور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

سر ہیری ہیگ نے ۲۴ فروری کو لیجسلیٹو اسمبلی میں اس سوال کا کہ گذشتہ دس سال میں کتنا اسلحہ و بارود ممالک غیر سے ہندوستان آیا ہے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ مختلف ہندوستانی بندرگاہوں پر پولیس اور محکمہ محصول کے افسروں کے نوٹس میں اس قسم [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی